گوہر سہارنپوری

لیڈر کو ہر اک رنگ میں پہچان

(نظیر اکبر آبادی کی ایک نظم کی پیروڈی میں)

تنہا نہ اسے اپنے دلِ تنگ میں پہچان
"میٹنگس" میں اسٹیج پہ ہر ڈھنگ میں پہچان
"ملتان" میں "لاہور" میں "اورنگ" میں پہچان
"ڈنڈوت" میں "نیپال" میں اور "جھنگ" میں پہچان
بے رنگ میں ہارنگ میں نیرنگ میں پہچان
منزل میں مقامات میں فرسنگ میں پہچان
ہر ڈھونگ میں ہر کھیل میں ہر ڈھنگ میں پہچان
ہر دھوم میں ہر صلح میں ہر جنگ میں پہچان
ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
آنکھیں ہیں تو لیڈر کو ہر اک رنگ میں پہچان

گاتا ہے کبھی جلسہ میں کرتا ہے کبھی حال
فی الاصل ہر اک روز اڑاتا ہے نئے مال
ہنستا ہے کبھی کرتا ہے رورو کے بُرا حال
ہوتا ہے کبھی قوم کے آلام میں پامال
آتا ہے "الیکشن" تو لگاتا ہے نئی تال
پہنے ہے کبھی چیتھڑے اوڑھے ہے کبھی شال
کرتا ہے کبھی ناز بھاتا ہے کبھی چال
جب غور سے دیکھا تو ملی اس کی نئی چال
ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
آنکھیں ہیں تو لیڈر کو ہر اک رنگ میں پہچان

جاتا ہے حرم میں کبھی قرآن بغل مار
اک ہاتھ میں تسبیح تو اک ہاتھ میں زنار

مذہب سے بھی بیگانہ کبھی صادق و دیندار
ناچے ہے کبھی عیش میں پھرتا ہے کبھی خوار
عاجز کبھی بے بس کبھی، ظالم کبھی لٹھ مار
مفلس کبھی ناچار، تونگر کبھی زر دار
مکّار کبھی اور کبھی صاحبِ کردار
جب غور سے دیکھا تو اسی کے ہیں سب اسرار
ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
آنکھیں ہیں تو لیڈر کو ہر اک رنگ میں پہچان

اک وقت دلی دوست کبھی جان کا دشمن
بیٹھا ہے حویلی میں کبھی پھرتا ہے بن بن
ظاہر میں ہے حاتم تو حقیقت میں رہزن
لوٹے ہے سبھی مال سمیٹے ہے سبھی دھن
آجاتا ہے جس وقت اسمبلی کا "الیکشن"
ہر روز دکھاتا ہے یہ اپنا رُخ روشن
جوگی کبھی، شاعر کبھی، ایکٹر کبھی رہزن
جب غور سے دیکھا تو اسی کے ہیں یہ سب فن
ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
آنکھیں ہیں تو لیڈر کو ہر اک رنگ میں پہچان

"کرسیٔ وزارت" کی لگن میں پھرے دن رات -
سردی ہو یا گرمی ہو کہ ہو موسم برسات
آجائے اگر اس کو وزارت کی دلہن ہات
ایک خواب میں ہے اس سے پھر امکان ملاقات
کانوں سے اڑا دیتا ہے سن سن کے شکایات
اک بھائی بھتیجوں پہ ہیں بس اس کی عنایات
کرسی پہ نشیں ہے تو ہیں "یونٹ" پہ عنایات
کرسی سے ہے باہر تو ہیں "یونٹ" سے شکایات
ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
آنکھیں ہیں تو لیڈر کو ہر اک رنگ میں پہچان